(رحمتہ اللہ علیہ)

امام احمد رضا خان

سیرت و خدمات

مصنف: مولانا شہزاد قادری ترابی صاحب

المدینہ لائبریری ٹیم



almadinalibrary

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

سیرت و خدمات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہٗ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورہ یونس سے آیت نمبر 64 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی بابرکت محفل اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی یاد میں سجائی گئی ہے۔ ہم آج آپ کی سیرت کے مختلف گوشوں کو بیان کرنے کی سعادت کریں گے۔ سب سے پہلے مجدد کے

متعلق کچھ سنتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کی حدیث پاک مجدد کے متعلق سماعت فرمائیں۔

حدیث شریف = ابو داؤد شریف حدیث 887 = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایک شخص کو کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو درست کر دیا کرے گا۔

☆ اللہ نے اپنی حکمت کاملہ سے اس دین کو قیامت تک باقی رکھنے کی خاطر یہ نظام قائم فرمایا کہ ہر صدی کے سرے پر کم از کم اپنے ایسے ایک بندے کو ضرور کھڑا کرتا ہے جو اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں کے لحاظ سے تاجدار کائنات ﷺ کا نائب اور مظہر اتم ہوتا ہے۔ وہ اپنے دور میں دین پر پڑی ہوئی گرد وغبار کو صاف کر کے دین کے چہرے کو نکھار دیتا ہے۔ ایسے شخص کو اصطلاح میں مجدد کہتے ہیں۔

☆ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

مجدد وہ ہے کہ اس کے زمانے میں اُمتوں کو جتنے فیوض پہنچتے ہیں۔ وہ اس کے واسطے سے پہنچتے ہیں۔ اگرچہ اس وقت اقطاب اور اوتاد ہوں، ابدال ونجباء ہوں۔

(مکتوبات امام ربانی (فارسی) جلد دوم، ص 15)

معلوم ہوا کہ اپنے دور کے مجدد کی طرف رجوع کئے بغیر کسی بڑائی و

بزرگی، منصب و مرتبہ کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ مجدد ہی فیض بخش عالم ہوتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے بحیثیت مجدد، کیا عوام، کیا علماء، کیا صوفیاء، کیا فضلاء...... جو سب ہی کا مقتداء ہو، وہ سب طریقت و تصوف میں کتنے اونچے مقام پر ہوگا؟

☆جب زمانہ بدعقیدگی کی طرف بڑھنے لگا

زمانے میں جب طرح طرح کی بدعات اور غلط رسم و رواج جڑ پکڑنے لگیں، جب گمراہیت زور پکڑنے لگی، جب سنتیں مٹنا شروع ہوگئیں، جب دین کی صورت مسخ کر کے پیش کی جانے لگی، جب حق اور باطل میں فرق کرنا مشکل ہوگیا، جب سنت کو بدعت کہا جانے لگا، جب بدعقیدگی تیزی سے پھیلنے لگی۔ سید عالم ﷺ کی شان و عظمت کو گھٹانے کی ناکام کوشش کی جانے لگی۔ جب عطائی علم غیب اور حیات النبی کا برملا انکار کیا جانے لگا، جب میلاد و گیارہویں کو شرک سے تعبیر دیا جانے لگا۔ جب معمولات اہلسنت کو بدعت کہا جانے لگا۔ ایسے پرفتن دور میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ مجدد بن کر جلوہ گر ہوئے۔

☆اب وقت بدل گیا ہے

☆مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس دن محرم 1301ھ کا چاند نظر آیا، حسب معمول نشست گاہ پر اعلیٰ حضرت بیٹھ گئے۔ اعلیٰ حضرت

کے بچپن کے دوست ننھن بھائی جان 1301ھ کا چاند نظر آ گیا ہے۔ صدی بدل گئی ہے، ہمیں بھی بدل جانا چاہیئے۔

امام ایسے بدلے کہ کہیں کے کہیں پہنچ گئے اور ہم وہیں کے وہیں رہے۔ جب دنیا انہیں مجدد پکارنے لگی تو ہم سمجھ گئے کہ سب کچھ بدل گیا ہے۔

☆امام اہلسنت نے تیرہویں صدی ہجری کے 28 سال 2 ماہ اور 20 دن پائے اور چودھویں صدی کے 45 سال ایک ماہ اور 25 دن پائے۔

آپ کی ولادت 10 شوال 1272ھ میں ہوئی۔

☆امام اہلسنت نے تن تنہا سینکڑوں فتنوں کا مقابلہ کیا

☆امام سے قبل جتنے مجدد ہوئے۔ ان کے زمانے میں دو یا زیادہ سے زیادہ پانچ فتنے تھے مگر امام احمد رضا خان نے فتنہ غیر مقلدین، فتنہ نیچریت، فتنہ نجدیت، فتنہ وہابیت، فتنہ منکرین حدیث، فتنہ قادیانیت، فتنہ خوارج، فتنہ رافضیت، فتنہ انکار شفاعت، فتنہ انکار سماع موتی، فتنہ آریہ، فتنہ توہین امیر معاویہ، فتنہ ناصبیت، وغیرہا ایسے ایسے فتنے کہ حق و باطل کا فرق کرنا دشوار تھا۔ ان کا مقابلہ بریلی کی چٹائی پر بیٹھ کر تن تنہا کرتے رہے اور ہر فتنے کو اپنا دفاع کرنے پر مجبور کر دیا۔

☆امام اہلسنت کی زبان کھلی تو صاف تھی، کج مج نہ تھی

☆سید ایوب علی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ بچپن میں استاد آپ کو زبر

پڑھاتے ہیں۔ آپ زیر پڑھتے ہیں۔ دادا نے جب تحقیق کی تو کاتب کی غلطی تھی جو اعلیٰ حضرت پڑھتے تھے۔ وہ صحیح تھا، دادا کے پوچھنے پر بتایا کہ میں بہت کوشش کرتا ہوں۔ مگر زیر نکلتا ہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، جلد 1، ص68)

☆صرف چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن آپ نے پڑھ لیا۔

☆صرف چھ سال کی عمر میں بڑے مجمع کے سامنے آپ نے ماہ ربیع الاول میں میلاد کے موضوع پر پہلی طویل تقریر کی۔

☆چھ سال کی عمر میں آپ نے معلوم کرلیا کہ بغداد کس طرف ہے پھر اس وقت سے آخری وقت تک اس طرف پاؤں نہ پھیلائے (سوانح اعلیٰ حضرت، 89)

☆13 سال 10 ماہ 4 دن کی عمر میں رضاعت کے مسئلے پر پہلا فتویٰ دیا۔ اس کے بعد 54 سال فتویٰ نویسی کی۔

☆اعلیٰ حضرت مرشد کی بارگاہ میں

1294ھ جمادی الاخریٰ کا واقعہ ہے کہ ایک روز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ روتے روتے سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ آپ کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ تشریف لائے۔ ایک صندوقچی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ عنقریب وہ شخص آنے والا ہے جو تمہارے درد دل کی دوا کرے

گا، دوسرے روز حضرت خواجہ شاہ عبدالقادر عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ مقدسہ لے گئے۔ مارہرہ کے اسٹیشن ہی پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا: مجھے شیخ کامل کی خوشبو آرہی ہے۔ جب حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا: آیئے ہم تو کئی روز سے انتظار کررہے ہیں۔ پھر بیعت فرمایا اور اسی وقت تمام سلاسل کی اجازت بھی عطا فرمادی یعنی خلافت بھی بخش دی اور جو عطیات سلف سے چلے آرہے تھے، وہ سب بھی عطا فرمادیئے اور ایک صندوقچی جو وظیفہ کی صندوقچی کے نام سے منسوب تھی، عطا فرمائی اور تمام اوراد و وظائف، اعمال و اشغال کی اجازت مرحمت فرمائی۔

یہ دیکھ کر تمامی مریدین کو تعجب ہوا۔ جس میں حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں علیہ الرحمہ نے (جو حضرت کے پوتے اور جانشین تھے) اپنے دادا سے عرض کیا کہ حضور! بائیس برس کے اس بچہ پر یہ کرم کیوں ہوا؟ جبکہ حضور کے یہاں خلافت و اجازت اتنی عام نہیں، برسوں، مہینوں آپ چلے اور ریاضتیں کراتے ہیں، جو کی روٹی کھلوا کر منزلیں طے کرواتے ہیں پھر اس قابل پاتے ہیں تو ایک دو سلسلہ کی اجازت و خلافت عطا فرماتے ہیں۔ (حضرت نوری میاں قطبِ دوراں، تاج الاولیاء، روشن ضمیر اور عارف باللہ تھے، اس لئے یہ سب کچھ دریافت کیا کہ زمانے کو اعلیٰ حضرت کی شان و عظمت کا علم ہوجائے) حضرت سید آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ نے

ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! تم احمد رضا کو کیا جانو، یہ فرما کر رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی پھر ارشاد فرمایا۔ میاں صاحب! میں فکر مند تھا کہ قیامت کے دن اگر رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آل رسول تو دنیا سے میرے لئے کیا لایا تو میں کیا پیش کروں گا مگر اب رب کی بارگاہ میں مولانا احمد رضا خان کو پیش کردوں گا۔

اور حضرات میرے پاس اپنے دلوں کو زنگ آلود لے کر آتے ہیں۔ اس لئے ان کو برسوں، مہینوں لگتے ہیں مگر مولانا احمد رضا اپنے دل کو مجلّٰی و مصفّٰی لے کر آئے ہیں، صرف نسبت کی ضرورت تھی جو ہم نے عطا کردی۔

نیز فرمایا۔ میاں صاحب! میری اور میرے مشائخ کی تمام تصانیف مطبوعہ یا غیر مطبوعہ جب تک مولانا احمد رضا خان کو نہ دکھالی جائیں، شائع نہ کی جائیں جس کو یہ شائع کرنے کی اجازت دیں، وہ شائع کی جائیں۔ جسے یہ روک لیں، اس کو شائع نہ کی جائیں جو عبارت یہ بڑھا دیں، وہ میری اور میرے مشائخ کی جانب سے بڑھی ہوئی سمجھی جائے اور جس عبارت کو کاٹ دیں، وہ کٹی ہوئی سمجھی جائے۔ بارگاہ نبوی ﷺ سے یہ اختیارات ان کو عطا ہوئے ہیں۔ حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ نے پھر جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے چہرۂ مبارک پر نظر ڈالی تو برجستہ فرمانے لگے۔ واللہ یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں۔ (تجلیات امام احمد رضا)

☆ بیعت کرنا کیسے شروع فرمایا؟

مولانا سید ایوب علی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ پہلے جو بھی مرید ہونے کے لئے بارگاہ امام اہلسنت میں عرض کرتا تو آپ اسے شیخ ابوالحسین احمد نوری مارہروی یا حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے۔ کچھ دنوں بعد مرشد شاہ آل رسول مارہروی کی زیارت ہوئی۔ فرمایا آپ سلسلے کے دائرے کو کیوں تنگ کرتے ہو، مرید کیوں نہیں کرتے؟ اس حکم کے بعد آپ نے سلسلۂ بیعت شروع فرمادیا۔

☆ ناواقف حضرات نے آپ کے نام کے ساتھ حافظ لکھنا شروع کیا۔ حضرت سید ایوب علی خان فرماتے ہیں۔ آپ روزانہ ایک پارہ یاد فرمایا کرتے، پورے ایک ماہ میں آپ نے حفظ کرلیا اور فرمایا کہ اب لوگوں کا مجھے حافظ قرآن لکھنا غلط نہ ہوگا۔

علمی کارنامے

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی صرف ایک کتاب فتاویٰ رضویہ 33 جلدوں، 22000 صفحات پر مشتمل ہے۔

جن میں کل سوالات کی تعداد 6847 ہے۔ اس میں 1068 سوالات اپنے دور کے بڑے بڑے علماء نے آپ سے پوچھے ہیں۔

☆ فتاویٰ رضویہ میں صرف 206 رسائل اور تعداد حدیث 3591

ہے۔

☆ فتاویٰ عالمگیری جو فقط چند جلدوں پر مشتمل ہے۔ 500 سے زائد علماء وفقہاء نے مل کر تیار کی ہے۔ میرے امام نے تن تنہا بریلی کی چٹائی پر بیٹھ کر مکمل فتاویٰ رضویہ 33 جلدوں پر مشتمل اُمّت کو تحفہ دیا۔

☆ زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں۔ چاند اور سورج زمین کے گرد چکر لگاتے ہیں۔

القرآن: (ترجمہ) بے شک اللہ آسمان وزمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انہیں کون روکے، بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

تفسیر= ابن مسعود اور حذیفہ بن یمان نے اس آیت سے زمین کے مطلق حرکت کی نفی تسلیم کی بلکہ زمین کے اپنی جگہ قائم رہ کر محور کے گرد گھومنے کو بھی زوال بتایا۔

تفسیر= علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے تفسیر غائب الفرقان میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مرکز سے نہ ہٹ جائے لہٰذا زمین ہے وہ حرکت نہیں کرتی۔

☆ زمین وآسمان کا فاصلہ کتنا ہوگا؟

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا: واللہ اعلم۔ سب سے قریب ترجو منایا گیا ہے، وہ نو ارب انتیس کروڑ میل ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ زمین سے سدرۃ المنتہیٰ تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے۔ اس سے آگے مستویٰ۔

اس کے بعد (یعنی دوری) اللہ جانے پھر اس کے آگے عرش کے ستر ہزار حجاب ہیں ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانچ سو برس کا فاصلہ ہے اور اس سے آگے عرش، اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اس جواب کے بعد علماء نے قلم اٹھا کر لکھا کہ جن کے غلاموں کی نگاہوں کا یہ عالم ہو، ان کے مولیٰ ﷺ کی نگاہ کا کیا عالم ہوگا؟

☆ امام کی شخصیت

علم کا یہ بحر بیکراں، ایک علم کا پہاڑ، محدث ومفتی، مفکر وادیب، مصلح ومدبر، ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے محقق بھی تھے، جس میں کئی سائنسداں کم تھے، آپ میں ایک طرف ت ابوالہیثم کی فکری بصارت وعلمی روشنی تھی تو دوسری جانب جابر بن حیان جیسی صلاحیت وقابلیت۔ آپ میں ایک طرف امام غزالی جیسی ذہانت تو دوسری طرف امام اعظم کے فیض سے فقیہانہ وسیع النظری۔ غوث اعظم سے روحانی وابستگی اور قلبی لگاؤ کے سبب اعلیٰ ظرف۔

امام اہلسنت ہر رخ علم وفن کا منبع اور ہر پہلو علم کا سرچشمہ تھا۔

فتاویٰ رضویہ میں زمین سے نکلنے والی 181 چیزوں کا ذکر کیا جس سے تیمم جائز ہے اور 131 ان چیزوں کا ذکر کیا جس سے تیمم ناجائز ہے۔ کوئی ماہر معدنیات بھی زمین سے نکلنے والی اتنی اشیاء کے نام نہیں بتاسکتا۔ یہ فقط امام کا تحقیقی کارنامہ ہے۔

☆ شاہد اسلم دیوبندی (ریسرچ اسکالر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) اپنے تحقیقی مقالہ ''سائنس قرآن کے آئینے میں لکھتے ہیں۔ امام احمد رضا برصغیر کے پہلے سائنسدان، دانشور اور عالم دین ہیں جنہوں نے سید احمد خان کے اس طرز عمل کے خلاف کہ ''سائنس کی روشنی میں قرآن کو پرکھا جائے'' یہ نظریہ پیش کیا کہ ''سائنس کو قرآن کی روشنی میں پرکھا جائے'' کیونکہ یہ ایک ازلی اور ابدی حقیقت ہے۔

☆ سرور کونین ﷺ کے اسماء گرامی

حضور ﷺ کے اسماء گرامی پنج سورہ اور وظائف کی کتابوں میں ننانوے بتائے جاتے ہیں۔ اس بارے میں اب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تحقیق ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت مانا میاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کے اسماء گرامی کی وضاحت فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ

حضور ﷺ کے اسم ذات دو ہیں۔ کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن مجید میں محمد ہے (ﷺ) اور اس کے علاوہ حضور ﷺ کے اسمائے صفات بے شمار ہیں۔ امام قسطلانی نے 500 جمع کئے ہیں۔ سیرت شامی میں 300 کا اضافہ کیا اور میں نے جو نام مبارک جمع کئے ہیں، وہ 600 ہیں تو گویا 1400 ہوئے اور حضور ﷺ کے اسمائے شریفہ ہر طبقے میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں الگ الگ ہیں۔ دریا میں کچھ اور ہیں اور پہاڑوں میں کچھ اور۔

☆ شیخ صالح کمال سے امام کی ملاقات

شیخ صالح کمال اور اعلیٰ حضرت حرم شریف میں کتب بینی کے لئے تشریف لے گئے۔ دونوں میں نہ کبھی ملاقات نہ بات چیت ہوئی (کتاب پردوات نہ رکھنے کا مسئلہ بتایا) شیخ کمال صالح متاثر ہوئے۔

شیخ نے فرمایا: آپ اور آپ کی جماعت کے متعلق ہمارے پاس کچھ سوالات آئے ہیں۔ جواب چاہتا ہوں۔ اگر آپ سے ملاقات نہ ہوتی تو آپ کے خلاف جوابات تیار کر کے شریف مکہ کو بھیج دیتا جس کا نتیجہ آپ کے حق میں بہت برا ہوتا۔

اعلیٰ حضرت نے اسی وقت جوابات لکھنا شروع کردیئے۔ شیخ نے کہا۔ آپ اطمینان سے اپنی قیام گاہ جا کر جواب لکھ لیجئے گا۔

اعلیٰ حضرت نے چند گھنٹوں میں **الدولة المكيه** کے نام سے کتاب لکھ کر شیخ کو پیش کر دی۔ شیخ نے شریف مکہ کی خدمت میں پیش کی۔

شریف مکہ نے باحتیاط اپنے صندوقچہ میں بند کیا اور عمائدین علماء کو بلا کر کئی روز تک شب میں وہ کتاب پڑھائی جاتی اور سب لوگ بغور سنتے۔

جب وہ موقع آیا کہ وسعت علم نبی پر نصوص قرآنیہ، احادیث، اقوال، ائمہ و اولیاء پیش کئے گئے۔ اس کو سنا تو خود شریف مکہ کو وجد آ گیا۔ اور شدت ذوق میں فرمایا۔ **الله يعطى وهوء لاء يمنعون**۔ اللہ نے اپنے محبوب کو اتنا وسیع علم عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

غرض کہ یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ تمام اکابر علماء نے اس پر تقریظیں اور تصدیقیں فرمائیں جس سے اعلیٰ حضرت کا علمی مقام مزید بلند ہوا۔

یہاں تک کہ جملہ علمائے حرمین شریفین نے آپ کو مجدد دین وملت تسلیم کر لیا۔ یہ مجدد کا خطاب وہیں سے حاصل ہوا۔

☆ سر ضیاء الدین بارگاہ رضا میں

علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر ضیاء الدین ریاضی کا ایک سوال حل نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے جرمنی جانے کا ارادہ کیا۔ دینیات کے پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف نے رہنمائی کی۔ امام احمد رضا کے پاس جائیں، سر

ضیاء الدین سوچنے لگے کہ مولوی صاحب کا ریاضی سے کیا تعلق؟ لیکن مجبوری تھی' چلے گئے۔ وہ گئے تو امام اہلسنت امام احمد رضا خان نے کچھ دیر میں ریاضی کا سوال حل کر دیا۔ وہ بہت زیادہ متاثر ہوئے۔

☆ وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ آپ کا فن میں استاد کون ہے؟ اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ میرا کوئی استاد نہیں ہے۔ میں نے اپنے والد ماجد سے صرف چار قاعدے جمع تفریق، ضرب، تقسیم محض اس کے لئے سیکھے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمنی شروع کی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا، کیوں اپنا وقت اس میں صرف کرتے ہو۔ پیارے مصطفی ﷺ کی بارگاہ سے تم کو یہ علوم خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں۔ یہ سب سرکار ﷺ کا کرم ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی صحبت کا یہ اثر ہوا کہ بریلی شریف سے واپس ہونے پر ڈاکٹر صاحب نے داڑھی رکھ لی اور نماز کے بھی پابند ہو گئے۔ (تجلیات امام احمد رضا)

☆ بارگاہ رسالت سے مشین

شاہ ہدایت رسول بارگاہ اعلیٰ حضرت میں تھے، دنیا کی مشینریوں کی ایجاد کا تذکرہ نکلا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ بفضلہٖ تعالیٰ بارگاہ رسالت سے

فقیر کو ایسی مشین عطا ہوئی جس میں کسی بھی علم کا سوال کسی بھی زبان میں ڈال دیجئے۔ چند منٹ بعد اس کا صحیح جواب حاصل کر لیجئے۔

شاہ ہدایت رسول نے ضد کی کہ میں اس مشین کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت نے اپنے سینے کے بٹن کھول کر سینے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ وہ مشین ہے جو بارگاہ رسالت سے عطاء ہوئی ہے۔ یہ سن کر شاہ ہدایت رسول کے منہ سے برجستہ نکلا۔ **صدقت یا وارث علوم رسول اللہ و نائب رسول اللہ** (تجلیات امام احمد رضا)

☆ عاجزی

اتنا بلند مقام ملنے کے باوجود عاجزی و انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ میں عالم ہوں اور خدا وہ وقت نہ لائے کہ لوگ میرے پاؤں چومیں۔

مومنانہ فراست

☆ کایا پلٹ گئی

استاذ العلماء سراج الفقہاء حضرت مولانا شاہ سراج احمد صاحب خان پوری کی آپ بیتی سنئے جو اس زمانے کے اکابر علماء میں سے ہیں۔ ان کے تعارف کے لئے صرف اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ پاکستان بھر کے علماء ان کو

سراج الفقہاء کے لقب سے مخاطب ہوتے ہیں جن کی نظر عنایت نے بڑے بڑے محقق اور نامور علماء پیدا کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ طالب علمی میں ہمیں یہ بات سمجھا دی گئی تھی کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتاب پڑھنا ناجائز ہے۔ اس لئے میں نے اعلیٰ حضرت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ حسن اتفاق کہ مجھے میراث کے ایک رسالے کی تصنیف کے دوران ایک مسئلہ میں الجھن پیدا ہوئی۔ میں نے اس کے حل کے لئے دیوبند، سہارنپور، دہلی اور دیگر بڑے بڑے مراکز کو خطوط لکھے لیکن کہیں سے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا۔ آخر کار سب سے مایوس ہو کر میں نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں وہ سوال بھیجا۔ اعلیٰ حضرت نے صرف ایک ہفتے کے اندر جواب بھیج دیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس مسئلہ کو اس طرح حل کیا کہ تمام کتابوں کے اختلافات اور شکوک و شبہات رفع ہو گئے۔ اعلیحضرت کے جواب کو دیکھنے کے بعد اعلیٰ حضرت کے متعلق میرا انداز فکر یکسر بدل گیا اور ان کے بارے میں تمام خیالات فاسدہ، عقیدت میں بدل گئے۔ پھر میں نے اعلیٰ حضرت کی تصانیف بھی منگوا کر پڑھنا شروع کیں اور مجھے یوں محسوس ہوتا کہ جیسے میں اعلیٰ حضرت کی محض کتابوں کا مطالعہ ہی نہیں کر رہا تھا بلکہ تاجدار بریلی وہاں سے تصرف فرما کر میرے دل کے آئینے سے بدعقیدگی کے زنگار کو دھوتے اور مذہب اہلسنت کو جلا بخشے جا رہے ہیں۔ اس فتویٰ میراث کے جواب میں اعلیٰ حضرت کا مجھے سائل فاضل ہداہ اللہ (یعنی

سائل عالم کو اللہ راہ راست پر لائے) کے لفظوں سے خطاب فرمانا اعلیٰ حضرت کی زبردست کرامت ہے۔ گویا آپ نے اپنے کشف سے میری بدعقیدگی کو معلوم کرلیا اور ذرہ نوازی فرما کر جواب میں میرے لئے دعائیہ کلمات لکھ دیئے جو میری ہدایت کا سبب بنے۔ (تجلیات امام احمد رضا)

☆ پٹھان خاندان سے ہوں، طبیعت سخت ہے

علامہ سید دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمہ اور مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی آپس میں دوستی تھی۔ ایک مرتبہ علامہ سید دیدار علی شاہ مراد آباد اپنے دوست مفتی نعیم الدین مراد آبادی سے ملنے تشریف لے گئے۔ جب مراد آباد پہنچے تو کیا دیکھا کہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی کہیں جانے کی تیاری کررہے تھے۔ علامہ سید دیدار علی شاہ نے پوچھا۔ نعیم الدین کہاں کی تیاری ہے؟

مفتی نعیم الدین مراد آبادی نے کہا: بریلی شریف اپنے استاد امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے ملنے جارہا ہوں۔ تم انہیں جانتے ہو؟ علامہ سید دیدار علی شاہ نے کہا، ہاں جانتا ہوں۔ پٹھان خاندان سے ہیں۔ طبیعت سخت ہے اور غصہ زیادہ آتا ہے۔

مفتی نعیم الدین مراد آبادی نے کہا: تم بھی میرے ساتھ چلو۔ انہوں نے منع کیا بالآخر مفتی نعیم الدین مراد آبادی نے دوستی میں انہیں منالیا اور

دونوں بریلی شریف روانہ ہوگئے۔ اس سے پہلے کبھی بھی علامہ دیدار علی شاہ نے اعلیٰ حضرت کو نہیں دیکھا اور نہ ہی ملاقات ہوئی مگر جیسے ہی بریلی شریف پہنچے اور علامہ سید دیدار علی شاہ نے اعلیٰ حضرت سے مصافحہ کیا، اعلیٰ حضرت نے برجستہ فرمایا: سید صاحب آپ کیسے ہیں؟ دیدار علی شاہ حیران رہ گئے۔ انہیں کیسے پتہ چلا کہ میں سید ہوں۔ میں نے تو تعارف بھی نہیں کروایا۔ اس کے بعد دیدار علی شاہ نے اعلیٰ حضرت سے کہا: میں ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں؟ جواب میں اعلیٰ حضرت نے کہا۔ پٹھان خاندان سے ہوں، طبیعت سخت ہے اور غصہ زیادہ آتا ہے۔ یہ سن کر دیدار علی شاہ حیران رہ گئے کہ یہ بات تو میں نے مراد آباد میں کہی تھی، ان کو کیسے پتہ چل گیا۔

بہت متاثر ہوئے اور اعلیٰ حضرت کی مومنانہ فراست کو دیکھ کر اعلیٰ حضرت سے بیعت ہوگئے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی مومنانہ فراست سے ان کے مرتبے کو دیکھ کر اسی وقت خلافت عطا فرمادی۔

☆ تمہارا حصہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے پاس ہے

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ فخر الحفاظ حضرت حافظ یعقوب علی خان علیہ الرحمہ پیلی بھیت کے مشہور ومعروف بزرگ عارف باللہ الحاج شاہ احمد شیر صاحب المعروف شاہجی محمد شیر میاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں مرید ہونے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ شاہجی میاں نے حافظ صاحب سے فرمایا۔ کیا

کرو گے مرید ہو کر تم تو خود مادرزاد ولی ہو۔ حافظ صاحب نے پھر عرض کیا کہ شاہجی میاں! مرید کر لیجئے شاہ جی میاں نے پھر وہی جملہ فرمایا۔ تیسری بار پھر عرض کیا کہ شاہجی میاں نے فرمایا۔ دیکھو لوح محفوظ پر تمہارا حصہ ہمارے یہاں نہیں ہے۔ تم بریلی جاؤ، بڑے مولوی صاحب مولانا احمد رضا خانصاحب کے یہاں تمہارا حصہ ہے (اس وقت پیلی بھیت سے صرف ایک ٹرین بریلی شریف جایا کرتی تھی اور وہی واپس آیا کرتی تھی) لہٰذا حافظ صاحب بذریعہ ٹرین پیلی بھیت شریف سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں اپنے دولت خانے پر 18 ذوالحجہ کو اپنے پیرو مرشد کا عرس کیا کرتے تھے۔ قل شریف کے بعد اعلیٰ حضرت نے مولانا عبدالاحد صاحب پیلی بھیتی اور مولانا حبیب الرحمن صاحب کو حکم دیا کہ اسٹیشن جاؤ اس ٹرین سے حافظ صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ ان کو یہاں پر لے آؤ۔ اعلیٰ حضرت نے نہ تو حافظ صاحب کا نام ظاہر فرمایا، نہ ان حضرات سے دریافت کیا۔ خیر اسٹیشن پہنچے، ٹرین میں سے حافظ یعقوب علی خان اترے تو ان حضرات نے پہچان لیا اور حافظ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے۔ حافظ صاحب نے اعلیٰ حضرت کا پتہ بتایا تو مولانا حبیب الرحمن خانصاحب پیلی بھیتی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت نے تو پہلے ہی بتا دیا اور فرمایا کہ اسٹیشن جاؤ، حافظ اس ٹرین سے آرہے ہیں۔ ان کو لے آؤ۔ یوں ہم لوگ یہاں حاضر ہوئے۔ دونوں

حضرات حافظ صاحب کو لے کر محلہ سوداگران کو چلے۔ ادھر اعلیٰ حضرت اپنے دولت کدے پر حافظ صاحب کے استقبال کے لئے دروازے پر رونق افروز تھے کہ اتنے حافظ صاحب تشریف آئے۔ معانقہ مصافحہ ہوا۔ پھاٹک والے مکان میں قیام ہوا۔ بعدہ حافظ صاحب نے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ اسی سلسلے میں کچھ دیر گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے حافظ صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ ارشاد فرمایا اور حافظ صاحب کو بیعت فرمایا۔

(تجلیات امام احمد رضا)

☆ ناشتہ کر کے جائیں ٹرین مل جائے گی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ حبیب اللہ میرٹھی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بریلی شریف سے بعد نماز فجر میرٹھ واپسی کا عزم کیا۔ اسٹیشن جانے کے لئے تانگے پر سامان رکھوا دیا اور سلام رخصت کے لئے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضری دی۔ اعلیٰ حضرت نے جواب سلام کے ساتھ ہی فرمایا کہ ناشتہ کر کے جائیے۔ ان شاء اللہ ٹرین مل جائے گی۔ فرماتے ہیں مجھ کو قدرے تردد پیدا ہوا۔ اس لئے کہ ٹرین چھوٹنے میں بہت ہی کم وقت رہ گیا تھا لیکن نہ جائے رفتن، نہ پائے ماندن حکم، شیخ کے حضور سر نیاز خم ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ناشتہ آیا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر تانگے میں سوار ہوئے۔ اگرچہ گاڑی

چھوٹ جانے کا وقت گزر چکا تھا لیکن میرے دل کو اطمینان تھا اس لئے کہ اعلیٰ حضرت ٹرین مل جانے کا ارشاد فرما چکے تھے۔ تانگے نے اسٹیشن پہنچایا۔ قلی نے سامان اتارتے ہوئے بتایا کہ ٹرین گئے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر چکا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر بھائی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کے دفتر میں جاکر بیٹھ گیا اور ان سے کہا کہ حضرت نے مجھے اسی ٹرین مل جانے کی خبر دی تھی۔ اس لئے مجھ کو تو یقین ہے کہ ٹرین مل جائے گی۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ فون پر اطلاع ملی کہ ٹرین کے انجن میں کوئی خرابی ہوگئی ہے لہذا ٹرین بریلی شریف پہنچ رہی ہے۔ فرماتے ہیں یہ خبر سنتے ہی فرط مسرت سے آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ گاڑی پہنچی، تھوڑی دیر مرمت کے بعد پھر روانہ ہوئی اور میں اطمینان سے اس میں سوار ہوکر میرٹھ پہنچا۔ (تجلیات امام احمد رضا، ص 105)

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اکابرین کی نظر میں

☆ پیر مہر علی گولڑوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے گیا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ کر ان کے انوار کی روشنی میں حدیث پڑھا رہے تھے۔

☆ اعلیٰ حضرت حضرت سید علی حسین اشرفی علیہ الرحمہ کی ٹرین جب

بریلی شریف سے گزری تو آپ کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے پوچھا: کھڑے ہونے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: جب یہ ٹرین بریلی شریف سے گزری تو میری تعظیم میں قطب الارشاد امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنی مسند پر کھڑے ہوگئے ہیں اور میں نائب رسول امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوگیا ہوں۔

☆ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کو خواب میں سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ کی زیارت ہوئی۔ میاں صاحب نے بارگاہ غوثیت میں عرض کی کہ آپ کا نائب کون ہے؟ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس وقت میرا نائب بریلی کی سرزمین پر احمد رضا ہے۔

میاں صاحب فرماتے ہیں: یہ سن کر میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے ملنے گیا پھر ان کے درس حدیث میں شریک ہوا۔ مجھے محسوس ہوا کہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ براہ راست رسول پاک ﷺ سے پوچھ کر حدیث بیان فرماتے ہیں۔

☆ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب سرزمین پیلی بھیت پر محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ اپنے استاذ محترم محدث سورتی کے مدرسۃ الحدیث میں زیر تعلیم تھے۔ زینت خاندان اشرفیہ محدث اعظم ہند فرماتے ہیں۔ میرے استاذ محترم سے میں نے پوچھا کہ آپ تو حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی سے بیعت ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو جتنی

عقیدت ومحبت اعلیٰ حضرت سے ہے، وہ کسی سے نہیں اعلیٰ حضرت کی یاد آپ کی زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

علم میں نے اپنے استاذ مولوی اسحٰق سے پایا اور بیعت کی نعمت مجھے شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی سے حاصل ہوئی۔ سب سے بڑی دولت، دولت ایمان ہے جو مدار نجات ہے۔ وہ میں نے صرف اور صرف اعلیٰ حضرت ہی سے پایا اور میرے سینے میں عظمت مصطفی ﷺ کو پوری طرح داخل کرنے والے اعلیٰ حضرت ہیں۔

محدث اعظم ہند نے عرض کی۔ استاد جی! کیا علم حدیث میں وہ آپ کے برابر ہیں؟ محدث سورتی فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امیر المومنین فی الحدیث ہیں میں سالہا سال صرف اس فن کو پڑھتا رہوں تو بھی ان کے برابر نہ پہنچوں۔

(تجلیات امام احمد رضا)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا قوتِ حافظہ

☆ محدث اعظم ہند فرماتے ہیں چونکہ میں نے حساب کی تعلیم اسکول سے حاصل کی تھی لہذا حساب کتاب میں مہارت تھی تو اعلیٰ حضرت میراث والے استفتاء میرے سپرد فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا۔ ظاہر ہے کہ مورث اعلیٰ کی پندرہویں پشت میں درجنوں ورثاء ہوں گے۔

مجھ کو اس کے جواب میں دوران ایک دن مسلسل محنت کرنی پڑی۔ آنہ پائی سے درجنوں ورثاء کے حق کو قلمبند کیا۔ نماز عصر کے بعد بیٹھا کہ استفتاء سنادوں۔ وہ بہت طویل تھا، فلاں مرا اور فلاں کو وارث چھوڑا، پھر فلاں مرا اور اس نے اتنے وارث چھوڑے۔ صرف ناموں کی تعداد اتنی تھی کہ فل اسکیپ سائز کے دو صفحے بھرے ہوئے تھے۔ جب میں استفتاء میں پڑھ رہا تھا تو دیکھا کہ اعلیحضرت کی انگلیاں حرکت میں ہیں۔ ادھر استفتاء ختم ہوا۔ ادھر بلا کسی تاخیر کے اشاد فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا حصہ دیا ہے۔ درجنوں نام بنام لوگوں کا حصہ بادیا۔ میں حیران وششدر کہ استفتاء کو بیس مرتبہ تو میں نے پڑھا۔ ہر ایک نام کو بار بار پڑھ کر قلمبند کیا لیکن مجھ سے صرف سب زندہ ورثاء کے نام پوچھے جائیں تو بغیر استفتاء اور جواب دیکھے نہیں بتا سکتا، یہ کیا شان ہے، کتنی شاندار کرامت ہے کہ ایک بار استفتاء سنا تو درجنوں ورثاء کا ایک ایک نام یاد رہا اور ہر ایک کا صحیح حصہ اس طرح بتادیا کہ جیسے کئی مہینے تک کوشش کر کے حصہ و نام کورٹ لیا گیا ہو۔

(تجلیات امام احمد رضا)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل فتاویٰ کی کتاب پیلی بھیت سے محدث سورتی سے مطالعہ کئے لی۔ ایک رات میں دونوں جلدوں کا مطالعہ کر کے فرمایا کہ اللہ کے فضل وکرم سے مجھے امید ہے کہ دو تین مہینوں تک جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی، فتویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو عمر

بھر کے لئے حفظ ہو گیا۔

☆ اعلیٰ حضرت کا یقین کامل

اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں کہ پہلی بار کی حاضری (حرمین طیبین 1295ھ میں) والدین کے ہمراہ تھی۔ اس وقت مجھے تیسواں سال تھا۔ واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا۔ لوگوں نے کفن پہن لئے تھے۔ والد صاحب کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں۔ خدا کی قسم! یہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔ یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی میں سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے۔ میں نے وہ دعا پڑھ لی۔ حدیث کے وعدہ صادقہ پر مطمئن تھا پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی۔ رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور سرکار ﷺ سے مدد مانگی۔ ہوا تین دن تک چل رہی تھی پھر زور ٹوٹا اور جہاز نے طوفان سے نجات پائی۔

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہی پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

☆ بریلی میں طاعون شدت کے ساتھ تھا۔ امام کے مسوڑھوں میں ورم آ گیا اور اتنا زیادہ ہوا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہو گیا۔ مشکل سے تھوڑا سا

دودھ حلق سے اتارتے، بخار بہت شدید تھا۔ کان کے پیچھے گھٹلیاں تھیں۔ طبیب نے کہا یہ طاعون ہے حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ میں نے سرکار ﷺ کی بتائی ہوئی دعا پڑھ لی ہے۔ مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ رات سویا تو ایک بزرگ خواب میں آئے اور کہنے لگے: احمد رضا! مسواک کر مسواک۔ میں نے اٹھ کر مسواک کی' منہ سے کچھ خون نکلا اور میں مکمل شفایاب ہو گیا۔
(حیات اعلیٰحضرت ص 91)

غریبوں سے محبت

آپ غریبوں سے بہت محبت فرماتے اور امیروں سے کم ملتے اور اپنے ارشادات میں امیروں کی صحبت میں بیٹھنے کو دل کی بیماری فرمایا۔

☆ مولانا ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں کہ ایک غریب نے امام کی بارگاہ میں عرض کی۔ میرے گھر آپ کی دعوت ہے۔ امام نے فرمایا۔ کیا کھلائیں گے؟ عرض کی۔ ماش کی دال اور روٹی کھلائیں گے۔ فرمایا پھر تو ہم ضرور آئیں گے۔

☆ محلہ بانس منڈی کے قریب ایک شخص نے امام کی دعوت کی۔ بہت غریب تھا۔ دعوت کے بعد تنگ دستی کی شکایت کی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: جب اتنی تنگ دستی ہے تو دعوت کیوں کی؟ اس نے کہا کہ آپ کی دعوت اس لئے کی کہ آپ کے قدموں کی برکت سے تنگدستی دور ہو جائے۔

☆ طلباء سے محبت

مدرسۂ منظر اسلام کے طلباء کے لئے خوشیوں کے موقعوں پر اور عید کے دنوں میں نئے کپڑے بنوا دیتے اور اچھے اچھے کھانے کھلاتے۔ عرب والوں کو عربی کھانے، روس والوں کو روسی کھانے، بنگال والوں کو بنگالی کھانے، سندھ والوں کو سندھی کھانے اور پنجاب والوں کو پنجابی کھانے پکوا کر کھلاتے۔ (حیات اعلیٰ حضرت)

☆ جود وسخاوت

موسم سرما میں آپ کے چھوٹے بھائی نے آپ کی خدمت میں چادر پیش کی۔ امام کا معمول تھا کہ سردیوں میں رضائیاں تیار کروا کر غرباء میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت تک سب رضائیاں تقسیم ہو چکی تھیں کہ ایک صاحب نے امام سے رضائی کی درخواست کی تو آپ نے اپنی چادر اتار کر اسے عنایت کر دی۔

☆ ایک چھتری برسات کے لئے رکھی تھی۔ حاجت مند کے سوال پر وہ اسے دے دی۔

☆ امام نے اپنے اعزاء واقرباء، اصحاب واحباب اور خاص مریدین کے ناموں کی ایک طویل فہرست بنائی ہوئی تھی۔ بعد از فجر اپنے اوراد و وظائف کے آخر میں ان سب کے لئے نام بنام دعا فرمایا کرتے۔ لوگ اس

بات کے متمنی ہوتے کہ ان کا نام بھی اس فہرست میں شامل ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا جود وسخا بہت اعلیٰ تھا۔ کبھی کسی کو منع نہ فرماتے جو کچھ ہو سکتا، عطا فرما دیتے۔

تربیت

تاجدار بریلی کی تربیت بھی بہت شاندار رہے۔ ایک بزرگ بریلی شریف اعلیٰ حضرت سے ملنے آئے۔ جب بریلی شریف کے اندر داخل ہوئے تو پیاس لگی۔ ان بزرگ نے ایک نابالغ بچے کو دیکھا کہ وہ پانی لے کر جا رہا تھا۔ ان بزرگ نے اس بچے سے پانی مانگا۔ بچے نے کہا حضور! شرعی مسئلہ یہ ہے کہ آپ نابالغ سے اس کے سرپرستوں کی اجازت کے بغیر پانی نہیں لے سکتے۔ وہ بزرگ بہت حیران ہوئے اور حیران ہو کر بچے سے پوچھا۔ بیٹا! اس عمر میں ایسی تربیت کس نے کی؟ بچے نے کہا کہ میں اعلیٰ حضرت کے حجرے کے باہر بیٹھتا ہوں۔ وہ بزرگ کہنے لگے۔ جس کے حجرے کے باہر بیٹھنے والے بچے کا یہ عالم ہے تو اعلیٰ حضرت کا کیا عالم ہوگا؟

آپ کی تربیت نے کسی کو حجۃ الاسلام بنا دیا، کسی کو مفتی اعظم ہند بنا دیا، کسی کو قطب مدینہ بنا دیا، کسی کو صدر الشریعہ بنا دیا، کسی کو صدر الافاضل بنا دیا، کسی کو شیر بیشۂ اہلسنت بنا دیا، کسی کو دیدار علی شاہ بنا دیا، کسی کو ملک العلماء بنا دیا، کسی کو استاذ زمن بنا دیا، کسی کو مدح خوان حبیب خدا بنا دیا اور

کسی کو محدث اعظم ہند بنا دیا۔

☆ کشتی کو ڈوبنے سے بچالیا

ایک مرتبہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم اعلیٰ حضرت سے درس حدیث لے رہے تھے کہ خلاف عادت آپ وہاں سے اٹھے اور پندرہ منٹ کے بعد قدرے متفکر، پریشان واپس تشریف لائے۔ اس حال میں کہ آپ دونوں ہاتھ مع آستین کے تر (گیلے) تھے، مجھے حکم فرمایا کہ خشک کرتہ لے آئیں۔ میں نے حاضر کیا۔ حضور نے پہنا اور پھر ہم لوگوں کو درس دینے لگے۔

میرے دل میں یہ عجیب بات کھٹکی تو میں نے وہ دن، تاریخ اور وقت لکھ لیا، چنانچہ گیارہ دن کے بعد ایک جماعت تحفہ وتحائف لے کر حاضر ہوئی۔ جب وہ لوگ واپس جانے لگے تو میں نے ان سے ان کا حال پوچھا کہ مکان کہاں ہے؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کیسے آنا ہوا؟

ان لوگوں نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ ہم فلاں تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے۔ ہوا تیز چلنے لگی اور موجیں زیادہ ہونے لگیں، یہاں تک کہ کشتی کے الٹ جانے اور ہم لوگوں کے ڈوب جانے کا خطرہ پیدا ہوا۔ ہم نے اعلیٰ حضرت سے توسل کیا اور نذر مانی۔

کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کشتی کے نزدیک آیا اور اس کا کنارہ پکڑ کر

کنارے پر پہنچایا تو اعلیٰ حضرت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو بچالیا۔ اب وہی نذر پوری کرنے اور امام کی زیارت کو آئے ہیں۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص966)

☆ اعلیٰ حضرت نے مردے کو زندہ کر دیا

شیخ حبیب الرحمن کو بچپن میں نمونیا ہو گیا اور اسی میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ گھر میں کہرام مچ گیا کہ اکلوتا ہی لڑکا تھا اور وہ بھی چل بسا۔ کفن وغیرہ کا انتظام ہونے لگا۔ محلہ ہی میں اعلیٰ حضرت کا مکان تھا۔ والدہ روتی ہوئی اعلیٰ حضرت کے پاس پہنچی اور رو رو کر کہنے لگیں۔ حضور میرا لڑکا مر گیا۔ یہ اکلوتا لڑکا آپ ہی کی دعا سے نصیب ہوا تھا۔ حضور! مجھے اپنا لڑکا چاہئے۔ آپ اس کو زندہ کیجئے۔ اعلیٰ حضرت نے چھڑی اٹھائی اور مکان پر تشریف لے گئے۔ سب لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے اور یہ سمجھے کہ اعلیٰ حضرت بھی تعزیت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے بچے کے اوپر سے کپڑا ہٹایا اور بسم اللہ پڑھ کر فرمایا۔ آنکھیں کیوں نہیں کھولتا۔ دیکھ تو تیری والدہ کیا کہہ رہی ہے۔

اتنا فرمانا تھا کہ بچے نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور رونا شروع کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ یہ بچہ تو زندہ ہے، کون کہتا ہے کہ مر گیا پھر تو ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اعلیٰ حضرت نے اس بچے پر محبت وشفقت کا ہاتھ پھیرا تو

وہ خاموش ہو گیا اور چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ معلوم ہونے لگی۔ حضرت علامہ محمد امانت رسول برکاتی فرماتے ہیں کہ اس بچے کو اتنی طویل عمر ملی کہ ان کو تریسٹھ سال کی عمر میں، میں نے دیکھا۔ (تجلیات امام احمد رضا)

☆ سادات سے محبت پر کرم خداوندی

اعلیٰ حضرت جب جنت البقیع میں سیدہ فاطمہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو فرماتے ہیں کہ ادب و احترام رکاوٹ تھا۔ میں کچھ بول ہی نہیں سکا تو فرشتوں نے بڑھ کر میری ترجمانی فرمائی کہ اے بنت رسول اللہ! آپ کے بابا کے نور کا منگتا حاضر دربار ہے۔

مجھ کو کیا منہ عرض کا، لیکن فرشتوں نے کہا
شاہ زادی حاضر ہے در پہ منگتا نور کا

☆ سید نہ ہونے میں حکمت

حضرت شاہ مصطفی میاں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سوچنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت کو ہر فضیلت، علم و فضل اور بلند رتبہ عطا فرمایا ہے، مگر آپ کو سادات کے یہاں پیدا نہیں فرمایا؟
مجھے بعد میں یہ سید نہ ہونے کی حکمت سمجھ میں آئی کہ اعلیٰ حضرت نے

جو سادات کی عظمت اور فضیلت بیان فرمائی کہ اگر آپ سادات ہوتے تو دشمن کہتے، اپنے ہی گھرانے کی تعریف و توصیف کر رہا ہے، لہذا آپ کے سید نہ ہونے میں یہ حکمت تھی کہ رب تعالیٰ نے دین کے دشمنوں کے منہ بند کر دیئے۔

☆ سادات علماء و مشائخ بیان فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت پر مسلمانوں پر ایک احسان ہے مگر سادات پر دو احسانات ہیں۔ ایک عقیدہ بچایا اور دوسرا دنیا کو سادات کا ادب سکھایا۔

☆ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ سید میں بظاہر کوئی برائی ہو تو اس نیت سے اصلاح کرو کہ شہزادے کے پاؤں میں غلاظت لگ گئی ہے، اسے صاف کر رہا ہوں۔

☆ سونے کی انگوٹھی پہننے پر اصلاح

حضرت مہدی حسن میاں فرماتے ہیں۔ میں جب بریلی آتا تو امام خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ ایک مرتبہ میں سونے کی انگوٹھی اور چھلے پہنے ہوئے تھا، حسب دستور جب ہاتھ دھلوانے لگے تو فرمایا شہزادہ حضور! یہ انگوٹھی اور چھلے مجھے دے دیجئے! میں نے اتار کر دے دیئے اور ممبئی سے مارہرہ واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا...... ابا حضور! بریلی کے مولانا کے یہاں سے پارسل آیا تھا، جس میں چھلے، انگوٹھی اور ایک خط تھا جس میں

یہ لکھا تھا ''شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں (کیونکہ مردوں کوان کا پہننا جائز نہیں) (حیات اعلیٰ حضرت جلد اول، ص 105)

☆ سید صاحب کی اصلاح

امام فرماتے ہیں، سادات کرام میں سے ایک صاحبزادے گردش ایام کی زد میں اگر تنگدستی میں مبتلا تھے۔ وہ میرے پاس تشریف لاتے اور غربت کی شکایت کرتے، ایک دن بہت پریشان تھے۔ میں نے ان سے کہا صاحبزادے! یہ ارشاد فرمایئے کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو، کیا وہ بیٹے کیلئے حلال ہوسکتی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں! ایک مرتبہ آپ کے جد اعلیٰ مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے تنہائی میں اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر کا ارشاد فرمایا۔ اے دنیا کسی اور کو دھوکا دے، میں نے تجھے ایسی طلاق دی جس میں رجوع نہیں۔ شہزادے! کیا اس قول کے بعد بھی سادات کا غربت و افلاس میں مبتلا ہونا تعجب کی بات ہے۔ وہ کہنے لگے حضور مجھے بڑا سکون ملا ہے۔

☆ کبھی جماعت ترک نہ کی

کتاب حیاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے کہ بیماری میں بھی جماعت ترک نہ کی۔ نازک حالت میں کرسی میں لکڑی باندھ کر چار آدمی آپ کو مسجد میں لے جاتے اور نماز کے بعد دولت کدے میں پہنچاتے۔

انتہائی نازک حالت میں بھی آپ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے، طاقت نہ رکھتے ہوئے مجبوراً بیٹھ کر پڑھنی پڑتی لیکن ایسی حالت میں بھی پیروں کے انگوٹھے کا پیٹ زمین پر لگانے کی بے حد کوشش کرتے۔

☆ اے سنی مسلمانو! ذرا سوچو، ہم چھوٹی چھوٹی تکالیف پر جماعت چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم جس امام کے چاہنے والے ہیں، وہ کس قدر جماعت کا اہتمام کرتے تھے۔ ہمیں آخر کیا ہوگیا ہے؟

☆ دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافروں کیلئے جنت ہے

اعلیٰ حضرت ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ مسلمان عمر بھر کتنی ہی تنگی و مصائب میں رہے، ایک ہوا جنت کی دیں گے اور پوچھیں گے کہ تم نے دنیا میں کیا تکلیف اٹھائی؟ کہے گا...... واللہ کوئی تکلیف نہ اٹھائی اور کافر کو ہزار برس تک نازونعم میں رکھا جائے، کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے، گرم ہوا بھی نہ لگنے پائے، قبر میں ایک جھونکا اسے جہنم کا دیں گے۔ کہے گا...... واللہ مجھے دنیا میں کوئی آرام نہ ملا۔

(ملفوظات جلد 4، ص 27)

دنیا میں مشکلات برداشت کرنے والوں کے لئے، مصائب و آلام جھیلنے والوں کے لئے آخرت میں راحت و آرام کا مژدۂ جاں فزا ہے۔

حدیث = اگر دنیا کی قدر اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر

ہوتی۔ تو ایک گھونٹ اس میں کافر کو نہ دیتا۔ ذلیل ہے، ذلیلوں کو دی گئی ہے۔ جب سے اسے بنایا ہے، کبھی اس کی طرف نظر نہ فرمائی، دنیا کی روحانیت آسمان و زمین کے درمیان جو (فضا) میں معلق ہے، فریاد وزاری کرتی ہے اور کہتی ہے، اے میرے رب! تو مجھ سے کیوں ناراض ہے، مدتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے "چپ خبیثہ"

اور آگے فرمایا:

سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں۔ وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی سے محبت رکھتے ہیں۔ قیامت کے دن پکارے جائیں گے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلاشبہ بچے کو اس کی مضر چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے۔

(ملفوظ، جلد 4، ص 25)

☆اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

انسان دنیا میں کمانے آیا ہے، کھانے نہیں

☆ بونے آیا ہے، کاٹنے نہیں...... پودا لگانے آیا ہے، پھل کھانے نہیں، کام کرنے آیا ہے، آرام کرنے نہیں...... امام کے ایک خط کا یہ جملہ پڑھیں:

اہل اسلام پر روشن ہے کہ انسان دنیا میں، دنیا کمانے کے لئے نہیں بھیجا

گیا، دنیا مزرع (کھیتی) ہے اور آج کا بویا کل ملتا ہے...... مبارک وہ دل کہ طلب دنیا میں دین وعقبیٰ سے غافل نہ ہو (کلیات مکاتیب رضا 2/206)

☆مال اور اولاد سے محبت کیوں؟

اعلیٰ حضرت اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ الحمدللہ! میں نے مال سے کبھی محبت نہ رکھی اور اگر مال سے محبت کی تو فقط اس بناء پر کہ راہ خدا میں خرچ ہوتا ہے۔ اولاد سے بھی محبت ہے تو فقط صلح رحم، عمل نیک ہے، اس کا سبب اولاد ہے۔

☆فتوے پر فیس

بعض حضرات نے ناواقفی کی بنیاد پر فیس کا پوچھ لیا۔ جواباً فرمایا۔ یہاں بحمداللہ فتویٰ پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ کبھی ایک پیسہ نہ لیا گیا اور نہ لیا جائے گا۔ معلوم نہیں کون لوگ ایسے پست ہمت ہیں جنہوں نے یہ صیغہ کسب کا اختیار کر رکھا ہے جس کے باعث دور دور کے ناواقف مسلمان کئی بار پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی بھائیو!

میں تم سے اس پر اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو سارے جہان کے پروردگار پر ہے اگر وہ چاہے۔

☆وصال شریف

طویل علالت کے بعد 25 صفر المظفر 1340ھ بمطابق 28 اکتوبر 1921ء جمعۃ المبارک کے روز دو بج کر اڑتیس منٹ پر جب موذن نے کہا ''حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، آؤ فلاح کی طرف، آؤ فلاح کی طرف'' تو آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی
شعر و ادب کی زلف پریشاں ہے آج بھی
خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحب قرآں ہے آج بھی

26 صفر المظفر کو صبح نو بجے کے بعد جنازہ اٹھا، لاکھوں افراد جنازہ میں موجود تھے اور سب کی زبان پر یہی تھا۔

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

آپ نے دین اسلام کی ایسی خدمت کی، فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اپنے آپ کو محبت رسول ﷺ میں فنا کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا گلستاں آج تک مہک رہا ہے اور صبح قیامت تک مہکتا رہے گا۔

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی
سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

مصطفیٰ کا دلارا ہمارا رضا
غوثِ اعظم کا پیارا ہمارا رضا
اپنے مرشد کا پیارا ہمارا رضا
رضویوں کا ہے مولا ہمارا رضا
رضویوں کو نہیں غم ذرا حشر میں
ہے مدد کرنے والا ہمارا رضا

☆فرشتوں کے کاندھوں پر قطب الارشاد کا جنازہ

محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں اپنے مکان پر (کچھوچھہ) میں تھا اور بریلی کے حالات سے بے خبر تھا۔ میرے حضور شیخ المشائخ سید علی حسین اشرفی میاں وضو فرما رہے تھے کہ یکبارگی رونے لگے۔ یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ آپ کیوں رو رہے ہیں۔ میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ بیٹا میں فرشتوں کے کاندھوں پر قطب الارشاد کا جنازہ

دیکھ کر رو رہا ہوں۔ چند گھنٹے بعد بریلی کا تار ملا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا ہے تو ہمارے گھر میں کہرام مچ گیا۔

☆وصال کے بعد بارگاہ میں حاضری

سید ایوب علی فرماتے ہیں کہ مجھ سے قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ نے اپنا خواب بیان کیا کہ دن کے دس بجے کا وقت تھا۔ میں سو رہا تھا، خواب میں دیکھا کہ امام، سرکار ﷺ کے مواجہہ اقدس میں حاضر ہیں اور صلوٰۃ وسلام عرض کر رہے ہیں۔ بس اسی قدر دیکھنے پایا تھا کہ معاً آنکھ کھل گئی۔

اب بار بار خیال آنے کے بعد اٹھ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سفید لباس میں مزار پرانوار پر حاضر ہیں، میں قدم بوسی کی نیت سے آگے بڑھا کہ نظروں سے اعلیٰ حضرت غائب ہوگئے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص 973)

☆اہل ایمان کو ہر دور میں شناخت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے

دیکھئے مکہ کی وادیوں میں جب اسلام کی دعوت عام ہوئی تو اس وقت ہر صاحب ایمان کو مسلمان کہا جاتا تھا اور جب بھی کوئی کہتا کہ میں مسلمان ہوں

تو اس شخص کے بارے میں فوراً یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ اہلسنت وجماعت سے تعلق رکھتا ہے، یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے، لیکن ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ صاحب ایمان کو پرکھنے کے پیمانے بدل گئے۔ فقط کلمہ طیبہ پڑھنا پہچان نہ رہی، گستاخ صحابہ رافضیوں کی شکل میں جنم لینے لگے لہذا اصحاب ایمان کو لفظ سُنّی کا اضافہ کرنا پڑا۔

پھر دور آگے بڑھا، ائمہ اربعہ کے مخالفین پیدا ہوگئے۔ اس وقت فقط سُنّی مسلمان کہنا شناخت نہ رہی۔ ائمہ اربعہ سے نسبت حق کی پہچان بن گئی۔ ہم نے حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی کا اضافہ کرنا پڑا۔

پھر وہ وقت آیا جب حق و باطل کو پہچاننا مشکل ہوگیا، ہماری طرح نماز پڑھنے والے، کلمہ پڑھنے والے، حنفی کہلوانے والے، قرآن وحدیث کی باتیں کرنے والے، سنی اور اہلسنت کہلوانے والے پیدا ہوگئے تو اہل ایمان نے اپنے نام کے ساتھ بطور پہچان بریلوی لگانا شروع کردیا تاکہ دنیا جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبی پاک ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ صحابہ کرام اور اہلبیت سے محبت کرتے ہیں۔ ائمہ مجتہدین کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ اور ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں سے محبت اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ یہ کسی بھی ہستی کی شان میں گستاخی نہیں کرتے، انہی کو عرف عام میں ''اہلسنت وجماعت سُنّی (بریلی) کہا جاتا ہے)

یہ کوئی نیا فرقہ نہیں بلکہ جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ رہا، وہی طریقہ ہمارا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک حق پر استقامت عطا فرمائے اور اعلیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ